فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس (۱۹۷۹ء) میں حد سرقہ سے متعلقہ دفعات کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Provisions Related to Theft in *Fatawa Alamgiri* and the Crimes against Property Ordinance (1979

Dr. Muhammad Adil[1]

Abstract:

Under the article 227 of the constitution of Islamic Republic of Pakistan, each and every clause of the constitution must be in agreement with laws of Quran and Sunnah. In this regard steps have been taken from time to time to ensure that these laws are in compliance with the Islamic law. But some people believe it to be not fully compliant with respect to the Islamic shariah, and based on this they declare the established constitution and Laws of Pakistan totally unIslamic. Therefore, this research compares the Articles related to Offence against Property in the Ordinance of 1979 with "*Bab ul Sariqa*" of *Fatawa Alamgiri (Hindeya)* which proves that the laws related to *Sariqa* (theft) are mostly compatible with the Sharia. Hence, the claim to declare laws in Pakistan as contrary to the Islamic Sharia is baseless and against the facts. Although these laws are weak which can be rectified if properly reviewed in the light of the principles of Islamic Shariah. For this purpose the Islamic Ideology counsel was made in the 1973 constitution, so the counsel may be tasked to make these articles according to spirit of Shariah.

***Keywords**: Fatawa Alamgiri ,Hindeya, Hudud Ordinance, Sariqa*

تعارف

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور زندگی کے تمام شعبہ جات میں یہ انسان کو مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ خصوصاً حقوق العباد کے معاملے میں اسلام کُلیات کے ساتھ ساتھ جزئیات بھی ذکر کرتا ہے تاکہ کسی ایک انسان کے ہاتھوں دوسرے انسان کا حق ضائع نہ ہو اور حقوق کا تحفظ یقینی بنانے کے لئے اس کے ضیاع پر مختلف سزائیں بھی مقرر کی ہیں، جن میں بعض جرائم کی سزائیں خود اللہ تعالیٰ نے براہ راست مقرر فرمائی ہیں، جن کو حدود اللہ کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ انسانوں کو بھی یہ اجازت دی کہ خدائی قانون کے تحت بنیادی حقوق یعنی جان، مال اور عزت کی تحفظ کے لئے قوانین وضع کریں، جن کو تعزیرات کہا جاتا ہے، کیونکہ امن کا حصول اور جرائم کی روک تھام قوانین کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

مملکت خداداد پاکستان کے آئین کی دفعہ ۲۲۷ کی رو سے یہاں رائج تمام قوانین کا قرآن وسنت کے مطابق ہونا ضروری ہے اور اسی سلسلے میں یہاں ۱۹۷۳ء کے آئین میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے باقاعدہ آئینی ادارہ قائم کیا گیا جو یہاں نافذ ہونے والے قوانین کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھ کر شرعی لحاظ سے ان میں موجود سقم کی نشاندہی کرے۔ لیکن یہاں رائج قوانین کے متعلق یہ بحث مسلسل جاری رہتی ہے کہ یہ شرعی لحاظ سے درست ہیں یا نہیں۔ اس سلسلے میں کچھ لوگ تمام قوانین بلکہ کے نظام کو غیر شرعی کہہ کر ریاست کے خلاف اٹھ کھڑے

---

[1] لیکچرار، شعبۂ اسلامیات، باچہ خان یونیورسٹی چارسدہ، خیبر پختونخوا (adilfareedi@bkuc.edu.pk)

ہوتے ہیں، لہٰذا یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ پاکستان میں رائج قوانین کا شریعتِ اسلامی کی روشنی میں پرکھا جائے، خصوصاً فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں ایسی منتخب کتب کے ساتھ ان کا تقابل کیا جائے، جو کسی اسلامی ریاست میں بطور قانون نافذ رہے ہوں، تاکہ پاکستان میں رائج قوانین میں شرعی لحاظ سے موجود سقم کو منظرِ عام پر لا کر اس کو شریعت کے مطابق بنایا جائے۔

اسی مقصد کے لئے زیرِ نظر آرٹیکل میں فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) کی کتاب السرقۃ اور پاکستان میں رائج جرائم بخلاف مال آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں باہم مطابقت رکھنے والے دفعات کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ یہ فتاویٰ مغل دور حکومت میں برصغیر پاک و ہند میں بطور ملکی قانون رائج رہا ہے اور برصغیر میں موجود تمام اسلامی مکاتبِ فکر کے نزدیک مقبول و متداول ہے۔

اس آرٹیکل کی ابتداء میں فتاویٰ عالمگیری جرائم بخلاف مال آرڈیننس (۱۹۷۹ء) کا مختصر تعارف ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فتاویٰ عالمگیری کی کتاب السرقۃ سے ایسے مسائل کا انتخاب کر کے نقل کیا گیا جو جرائم بخلاف مال آرڈیننس کی دفعات سے مطابقت رکھتی تھیں، اس کے لئے یہ منہج اختیار کیا گیا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری سے عبارت کا مفہوم نقل کیا گیا، پھر جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں سے متعلقہ دفعہ نقل کیا گیا اور دونوں کا تقابل کیا گیا ہے۔ آرٹیکل سے اخذ شدہ نتائج کو آخر میں ذکر کیا گیا۔

فتاویٰ عالمگیری (ہندیہ) کا تعارف

اورنگزیب عالمگیر نے اپنے دورِ حکومت میں علامہ نظام الدین برہان پوری کی سربراہی میں علماء و فقہاء پر مشتمل ایک کمیشن تشکیل دیا، تاکہ اسلامی قوانین پر مشتمل ایک ایسی جامع کتاب مرتب کریں، جس میں تمام جزئیات اور نئے پیش آمدہ مسائل کا حل موجود ہو۔ ان علماء نے فقہ اسلامی کے تمام ذخیرے خصوصاً فقہ حنفی کے تمام مصادر و مراجع سے استفادہ کر کے دو سال کی محنت شاقہ کے بعد فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) کے نام ایک بہترین مجموعہ پیش کیا کے نام سے مشہور ہے۔ فتاوی عالمگیری اپنے حسن ترتیب، جامعیت اور فقہی جزئیات کی کثرت کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے[1]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس کا تعارف

صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو چار آرڈیننسز جاری کئے گئے جو حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں ایک آرڈیننس نمبر ۶، ۱۹۷۹ء، جرائم بخلاف مال (نفاذ حد) ہے۔ اس میں کل چوبیس (۲۴) ہیں[2]۔

سرقہ کی تعریف

لغت میں سرقہ کسی کی چیز کو خفیہ طور پر لینے کو کہتے ہیں۔ جبکہ اصطلاح شریعت میں کسی عاقل بالغ کا غیر کی ایسی محرز چیز کو خفیہ طور پر لینا جو دس درہم کے برابر ہو لہٰذا اگر کوئی کسی کا ایسا مال لے جو حرز میں نہ ہو تو اس پر سرقہ کی تعریف صادق نہیں آتی[3]۔

حدود آرڈیننس (جرائم بخلاف املاک) دفعہ ۵ میں چوری مستوجب حد کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا:

> "Whoever being an adult surreptitiously commits, from any hirz, theft of property of the value of the nisab or more, not being stolen property, knowing that it is or likely to be of the value of he nisab or more is,

subject to the provisions of this Ordinance, said the commit theft liable to Hadd[4]".

ترجمہ: جو کوئی بالغ ہوتے ہوئے کسی حرز سے نصاب کی مالیت یازائد املاک جو مسروقہ املاک نہ ہو، کی چوری کا ارتکاب کرے یہ جانتے ہوئے کہ وہ نصاب کی مالیت کی یا اس سے زیادہ کی ہوگی یا ہوسکتی ہیں تو آرڈیننس ہذا کے احکام کے تابع، چوری مستوجب حد کا مرتکب ہوگا۔

تقابل:

فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس دونوں میں چوری مستوجب حد میں بلوغت، حرز اور نصاب کے شرائط ذکر کئے گئے ہیں، لہٰذا اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

حد سرقہ کا نصاب

حد سرقہ میں قطع کے لئے ضروری ہے کہ چور نے کم از کم دس درہم یا اس کی قیمت کے برابر چیز چرائی ہو، اگر اس سے دس سے کم دراہم یا اس سے کم قیمت کی چیز چرائی تو حد جاری نہ ہوگا[5]۔ سامان چرانے کی صورت میں شہر میں رائج نقدی سے اندازہ لگایا جائے گا کہ دس دراہم تک قیمت پہنچ رہی یا نہیں، قیمت کا اندازہ لگانے میں

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۶ میں حد سرقہ کا نصاب (مال کی وہ مقدار جس میں ہاتھ کاٹا جائے) کے متعلق کہا گیا:

"The nisab fot the theft liable to Hadd is four decimal four five seven(4.457) grams of gold, or other property of equivalent value, at the time of theft[6]".

ترجمہ: چوری مستوجب حد کے لئے نصاب بوقت چوری چار اعشاریہ چار پانچ سات (۴.۴۵۷) گرام سونا یا اسی مالیت کے دیگر املاک ہے۔

تقابل:

فتاویٰ عالمگیری میں نصاب سرقہ دس (۱۰) درہم چاندی مذکور ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں مذکورہ نصاب یعنی دس (۱۰) درہم موجودہ اوزان کے حساب سے تیس اعشاریہ چھ ایک آٹھ (۳۰.۶۱۸) گرام بنتا ہے اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں سونے کے حساب سے چار اعشاریہ چار پانچ سات (۴.۴۵۷) مقرر شدہ مقدار اجزاء کے لحاظ سے برابر ہے۔

سارق متعدد ہو تو حد کا حکم

اگر چور جماعت کی صورت میں چوری کرے اور ہر ایک کے حصے میں بقدر نصاب یعنی کم از کم دس دراہم آئے تو تمام کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر چوری بعض نے کی ہو اور بعض نے صرف مدد کی ہو تو مددگاروں سمیت تمام کے ہاتھ کاٹیں جائیں گے۔ لیکن اگر چوری کرنے والوں میں نابالغ، معتوہ یا صاحب خانہ کا رشتہ دار شامل ہو تو کسی ایک کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا[7]۔

حدود آرڈیننس (جرائم بخلاف مال) دفعہ ۸ میں یہ حکم مذکور ہے:

"Where theft liable to Hadd ic committed by more then one person and the aggregate value of stolen property is such that, if the property is divided equally amongst such of them as have entered the hirz, each one them gets a share which amounts to, or exceeds, the hirz, whether

or not each one of them has moved the stolen property or any part thereof[8]".

ترجمہ: جب ایک سے زیادہ اشخاص چوری کریں اور چوری شدہ مال کی مجموعی مالیت اتنی ہو کہ اگر اس ان لوگوں پر جو حرز میں داخل ہوئے برابر تقسیم کیا جائے تو ہر ایک کو اتنا حصہ ملے جو نصاب کے برابر ہو یا اس سے زائد ہو، تو ان تمام پر، جو حرز میں داخل ہوئے تھے، حد قائم کی جائے گی، خواہ ان میں کسی نے مال مسروقہ کے کسی حصے کو اٹھایا ہو یا نہ اٹھایا ہو۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں اس مقام پر چور متعدد ہونے کی صورت میں ایک جیسے شرائط کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس مسئلے میں شرعی قوانین اور وضعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

سرقہ کا ثبوت

قاضی کے سامنے سرقہ کا ثبوت دو طریقوں سے ہوگا، گواہوں کی گواہی اور چور کے بذات خود چوری کا اقرار کرنے سے۔ گواہی میں گواہوں کا مرد ہونا، عادل ہونا اور اصالت شرط ہے۔ لہٰذا چوری میں عورت، فاسق اور شہادت علی الشہادت جائز نہیں۔ دیگر حدود کی طرح حد سرقہ میں بھی عدم تقادم کا ہونا شرط ہے اور وقت کا گزرنا قطع کو ساقط کر دیتا ہے[9]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۷ میں چوری مستوجب حد کے ثبوت کے دو مندرجہ ذیل طریقے بیان ہوئے ہیں:

"(a) The accused pleads guilty of the commission of the theft to Hadd and

(b) at least two Muslims adult male witnesses, other the victim of the theft, about whom the court is satisfied , having regard to the requirements of tazkiah al-shuhod , that they are truthful persons and abstain from major sins, give evidence as aye-witnesses of the occurrence[10]".

ترجمہ: (الف) ملزم خود چوری مستوجب حد کے ارتکاب کا اقرار کرلے اور

(ب) چوری کے شکار شخص کے علاوہ کم از کم دو بالغ مسلمان مرد گواہان، جن کے متعلق تزکیۃ الشہود کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالت مطمئن ہو کہ وہ سچ بولنے والے اور کبیرہ گناہ اجتناب کرنے والے ہیں، واقعہ کے عینی شاہد کے طور پر گواہی دی۔

تقابل

حد سرقہ کے ثبوت کے متعلق فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس دونوں میں اقرار و گواہی کا ذکر ہے، لہٰذا یہاں دونوں قوانین میں مطابقت ہے۔

سرقہ کے اقرار سے رجوع کا حکم

اگر کسی نے سرقہ کا اقرار کیا تو قاضی کو چاہیئے کہ اس کو رجوع کی تلقین کرے تو اگر اس نے اقرار سے رجوع کیا تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہو گا۔ لیکن یہ رجوع صرف قطع کے حق میں معتبر ہو گا۔ جبکہ مال ادا کرنا اس کے ذمے باقی رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قطع خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور کوئی اس کی تکذیب کرنے والا نہیں جبکہ مال کے معاملے میں اس کا خصم اس کی تکذیب کر رہا ہوتا ہے(11)۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۱ میں مقر کے اقرار سے انحراف سے متعلق کہا گیا:

> "When theft is proven only by the confession of the convict, but he retracts his confession before the execution of Hadd(12)".

ترجمہ: جب چوری صرف مجرم کے اقرار سے ثابت ہو، لیکن حد پر عمل درآمد سے قبل وہ اپنے اقرار منحرف ہو۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری میں مقر کے اقرار سے رجوع کرنے کو صرف قطع کے اسقاط کے حق میں معتبر مانا گیا ہے۔ جبکہ جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں قطع کے حق میں رجوع کے تسلیم کرنے کا ذکر ہے لیکن مال کے متعلق کوئی حکم موجود نہیں۔ لہٰذا اس مقام پر فتاویٰ عالمگیری میں یہ وضاحت موجود ہے کہ مقر اپنے اقرار سے رجوع کرنے کے بعد بھی مال مسروقہ کا ضامن ہو گا لیکن جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں یہ وضاحت موجود نہیں۔

ثبوتِ سرقہ کے لئے نصابِ شہادت

چوری کا ثبوت اقرار کے علاوہ گواہی سے بھی ہوتا ہے۔ دیگر حدود کی طرح اس میں بھی صرف مردوں کی گواہی مقبول ہو گی۔ اکیلے عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی لیکن اگر ایک مرد کے ساتھ عورتیں بھی گواہی دیں تو مال کے حق میں گواہی مقبول ہو گی اور قطع کے حق میں مقبول نہ ہو گی(13)۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۷ میں چوری مستوجب حد کی گواہی سے متعلق کہا گیا:

> "at least two Muslims adult male witnesses, other the victim of the theft, about whom the court is satisfied , having regard to the requirements of tazkiah al-shuhod , that they are truthful persons and abstain from major sins, give evidence as aye-witnesses of the occurrence(14)".

ترجمہ: چوری کے شکار شخص کے علاوہ ہو کم از کم دو بالغ مسلمان مرد گواہان، جن کے متعلق تزکیۃ الشہود کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالت مطمئن ہو کہ وہ سچ بولنے والے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والے ہیں، واقعہ کے عینی شاہد کے طور پر گواہی دیں۔

تقابل:

چوری مستوجب حد کے ثبوت میں فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں گواہی کا نصاب اور شرائط مکمل طور پر یکساں ہیں۔

گواہی کے لئے شرط

جس طرح دیگر حدود اللہ کے ثبوت کے لئے یہ شرط ہے کہ گواہ بذات خود عدالت میں حاضر ہوں گے اور شہادت علی الشہادت مقبول نہیں کی جاتی، اسی طرح چوری کے ثبوت کے لئے بھی یہی شرط ہے، کہ گواہ خود عدالت میں پیش ہو کر گواہی دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادت علی الشہادت شبہات کا باعث بنتا ہے اور حدود اللہ شبہات سے ساقط ہوتے ہیں[15]۔

تقابل

حدود آرڈیننس دفعہ ۷ میں چوری مستوجب حد کے ثبوت کے لئے گواہی چشم دید ہونے کی شرط لگائی گئی ہے[16]۔

حقیر اشیاء کی چوری کا حکم

جو حقیر (معمولی) اشیاء عام طور پائی جاتی ہیں اور عام طور پر کسی کی ملکیت نہیں سمجھی جاتی ان کو چوری کرنے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جیسے لکڑیاں، گھاس، بانس، مچھلی اور چونہ وغیرہ[17]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۰ میں یہی حکم موجود ہے:

> "when the stolen property is wild gross ,fish, bird, dog, pig, intoxicant, musical instruments or perishable foodstuffs, for the preservation of which provision does not exits[18]".

ترجمہ: جب مال مسروقہ جنگلی گھاس، مچھلی، پرندہ، کتا، سور، نشہ آور اشیاء، موسیقی کا آلہ ہو یا جلد تلف ہونے والی خوردنی اشیاء جن کے خراب ہونے سے بچاؤ کا بندوبست نہ ہو، تو ان صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس دونوں میں حقیر و معمولی اشیاء کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹنے کا حکم مذکور ہے، لہٰذا اس مقام پر وضعی اور شرعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

جلد خراب ہونے والی اشیاء کی چوری کا حکم

جلد خراب ہونے والی اشیاء کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، جیسے سبزیاں، پھل اور دودھ وغیرہ، لیکن یہ اس صرف اس صورت میں ہو گا کہ جب یہ چیزیں پودے یا درخت پر ہو اور ابھی نہیں کاٹے گئے ہو یا یہ چیزیں کٹے ہوئے محرز ہو پھر چوری کی جائے تو پھر اس صورت میں ہاتھ کاٹا جائے گا، البتہ جو پھل خشک کر کے رکھے جاتے ہیں جیسے اخروٹ، بادام وغیرہ اس کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اسی طرح گوشت کی چوری میں بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا چاہے نمک دیا گیا ہو یا نہیں[19]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۰ میں حد سرقہ کے اسقاط کی وجوہات میں یہ وجہ بھی بیان ہوئی ہے

> when the stolen property is wild gross ,fish, bird, dog, pig, intoxicant, musical instruments or perishable foodstuffs, for the preservation of which provision does not exits[20]۔

تقابل

حقیر اشیاء کی چوری میں فتاویٰ عالمگیری اور حدود آرڈیننس میں یکساں حکم بیان کیا گیا ہے کہ اس میں قطع ید کا حکم ساقط ہو گا۔

حرز کی عدم موجودگی میں چوری کا حکم

حد سرقہ کے لئے مال مسروقہ کا حرز میں ہونا شرط ہے، جو مال حرز میں نہ ہو اس کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ لہٰذا فریب، دھوکہ دہی، لوٹ اور بزور طاقت لئے ہوئے مال میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ ان میں حرز کی شرط موجود نہیں۔ اسی طرح کفن چوری کرنے، قبر یا تابوت سے کوئی چیز چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا[21]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۵ میں چوری مستوجب حد کی تعریف میں حرز سے چوری کرنے کی قید لگائی گئی ہے:

> "Whoever being an adult, surreptitiously commits, from any hirz, theft of property of value of the isab or more[22]".

ترجمہ: جو کوئی نابالغ ہوتے ہوئے، خفیہ طور پر، کسی حرز سے، نصاب کی مالیت یا زیادہ کی املاک کی چوری کا ارتکاب کرے۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری میں بھی چوری کے لئے حرز سے کئے جانے کی شرط موجود ہے اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں بھی یہی حکم مذکور ہے، لہٰذا حرز سے چوری کئے جانے کی شرط میں شرعی اور وضعی قوانین مکمل طور پر یکساں ہیں۔

حرز کی قسمیں

حد سرقہ کے اجراء کے لے شرط یہ ہے کہ مال مسروقہ حرز سے چوری کی گئی ہو۔ حد سرقہ میں جس حرز کا اعتبار کیا جاتا ہے وہ دو قسم پر ہے: حرز بہ مکان اور حرز بہ حافظ۔ حرز بہ مکان سے مراد یہ ہے کہ چوری ہونے والی چیز کسی چار دیواری، خیمہ، دکان وغیرہ میں موجود ہو، چاہے چار دیواری کا دروازہ کھلا ہو یا سرے سے دروازہ ہی نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمارت کی غرض احراز ہی ہوتی ہے۔ لیکن اس میں ہاتھ کاٹنے کے لئے شرط یہ ہے کہ سارق نے مال مسروقہ حرز سے باہر نکالی ہو۔ اگر حرز سے باہر نہیں نکالی اور پکڑا گیا تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ حرز بہ حافظ سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے پاس مال رکھ لیتا ہے چاہے بازار میں ہو یا مسجد میں، لیکن وہ مال اتنے فاصلے پر ہو جسے وہ دیکھ سکتا ہو۔ اس میں یہ فرق نہیں کیا جائے گا کہ وہ شخص سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے، کسی بھی صورت میں اس سے مال چوری کرنا موجب حد ہو گا[23]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۲ میں حرز کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا:

> "Property placed in a house whether its door is closed or not, or in an almirah or a box or other container or in the custody of a person whether he is paid for such custody or not is said to be in hirz[24]".

ترجمہ: جو مال کسی مکان میں موجود ہو خواہ اس کا دروازہ بند ہو یا نہ ہو یا کسی الماری یا صندوق یا دیگر ظرف میں موجود یا کسی شخص کی تحویل میں رکھا گیا ہو خواہ تحویل کے لئے اسے ادائیگی زر کی جائے یا نہ وہ حرز میں کہلاتا ہے۔

تقابل

اس تعریف میں دیکھا جائے تو جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں بھی فتاویٰ عالمگیری کی طرح کی حرز کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی وہ حرز مکان کی صورت میں ہو یا انسان کی حفاظت کی صورت میں۔

حرز کی تفصیل

ہر چیز میں اس کی حیثیت دیکھ کر حرز کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی کے مطابق کوئی چیز چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا، جیسے گھوڑے کے لئے اصطبل، بکری کے لئے حظیرہ حرز تصور ہو گا تو ان مقامات سے دراہم وزیور چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اسی طرح کسی ایک نوع کے لئے حرز ہر نوع کے لئے حرز سمجھا جائے گا، لہٰذا سبزیوں اور کھجور کی ٹوکری کو دراہم اور موتیوں کے لئے حرز تصور کیا جائے گا[25]۔

حدود آرڈیننس (جرائم بخلاف مال) دفعہ ۲ میں حرز کی تعریف میں حرز کی مختلف صورتوں کو جمع کیا گیا ہے جس میں مکان، صندوق اور دیگر ظروف کا ذکر ہے[26]۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری میں کسی شے کی حرز اس شے کے اعتبار سے ہونا مذکور ہے جبکہ جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں حرز کی مختلف صورتوں کو جمع کیا گیا ہے۔

رشتہ دار سے چوری کرنے کا حکم

کسی شخص نے اپنے اصول یعنی باپ، دادا وغیرہ یا فروع یعنی بیٹے، پوتے وغیرہ یا ذی رحم محرم جیسے بھائی، بہن، چچا اور ماموں وغیرہ سے چوری کی تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اسی طرح کسی اور کا مال مذکورہ لوگوں کے گھر سے چرایا تو بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ البتہ مذکورہ لوگوں کا مال کسی دوسرے کے گھر سے چرایا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس کی ایک وجہ ایک تو حرز میں دخول کی اجازت ہے یعنی ان لوگوں پر وہاں داخل ہونے کی کوئی پابندی نہیں ہوتی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اصول کے لئے تو حدیث مبارک میں فروع کے مال کی ملکیت ثابت کی گئی ہے۔ لیکن مذکورہ رشتہ داروں میں رضاعی رشتہ دار داخل نہیں[27]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۰ میں حد سرقہ کی اسقاط کی مختلف صورتوں کا ذکر ہے جس میں اصول و فروع اور دیگر رشتہ داروں کو شامل کیا گیا ہے:

> “When the offender and victim of the theft are related to each other as spouses ascendants, paternal or maternal descendants, paternal or maternal[28]”.

ترجمہ: جب مجرم اور چوری کا شکار شخص آپس میں رشتہ دار ہو بطور زوجین، پدری یا مادری آباؤ واجداد، پدری یا مادری اولادیں۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں ذی رحم رشتہ دار اور اصول و فروع کے مال سے خفیہ طور پر لینے کا ایک ہی حکم بیان ہوا ہے کہ اس میں قطع ید نہ ہو گا۔

زوجین کا ایک دوسرے سے چوری کا حکم

زوجین میں کوئی ایک دوسرے سے چوری کرے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے مال کو ایک ایسی حرز سے چوری کرے کہ جہاں یہ نہ رہتے ہو تب بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ زوجیت کے ثبوت کے لئے دخول شرط نہیں۔ اسی طرح اس

سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ موجودہ وقت میں ہے یا اس کی زوجیت میں ہے یا اس کی عدت گزار رہی ہے بلکہ اگر چوری کر کے مقدمے کے اندراج سے پہلے نکاح ہو گیا تو بھی ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔اس کی وجہ یہ ہے حرز میں بلا تکلف داخل ہونے کی اجازت دونوں کو حاصل ہے[29]۔

حدود آرڈیننس دفعہ ۱۰ چوری کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں جس میں چور پر حد سرقہ جاری نہ ہوگا،ان صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ زوجین ایک دوسرے سے چوری کرے تو ان پر حد جاری نہ ہوگا[30]۔

تقابل

اس مقام پر فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس مکمل طور پر یکساں ہیں کہ زوجین کے ایک دوسرے کے مال سے چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

مزدور کا مالک سے چوری کا حکم

غلام اپنے آقا یا آقا کے ایسے رشتہ دار سے چوری کرتا ہے جس سے اگر آقا خود چوری کرتا تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جاتا جیسے اصول و فروع یا ذی رحم محارم،تو غلام کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔غلام چاہے ماذون ہو یا مدبر یا مکاتب کسی بھی صورت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عادۃً غلام کو ان لوگوں کے حرز میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے[31]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۰ میں کہا گیا کہ ملازم یا اجیر کا مالک سے چوری حکم بتایا گیا:

> "Cases in which had shall not be imposed ....
> (C) when a servant or employee has committed theft from the hirz of his master or employer to which he is allowed access[32]".

ترجمہ:وہ صورتیں جن میں حد جاری نہیں کی جائے گی.........

(ج)جب کسی ملازم یا اجیر نے اپنے مالک یا آجر کے حرز سے چوری کی ہو،جہاں اس کو رسائی دی گئی ہو۔

تقابل

حد کے عدم اجراء کی صورتوں کے مسئلے میں فتاویٰ عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں یکساں حکم بیان ہوا ہے۔

حد سرقہ میں قطع ید کی مقدار

چوری اگر حد سرقہ کے لئے مطلوبہ شرائط کے ساتھ ثابت ہو تو چور کا دایاں ہاتھ گٹے کے جوڑ سے کاٹا جائے گا اور خون بند کرنے کے کے لئے تیل میں تل دیا جائے گا[33]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۹ میں حد سرقہ میں ہاتھ کے کاٹے جانے والے حصہ کی تعین کرتے ہوئے کہا گیا:

> "(1)Wherever commits theft liable to Hadd for the first time shall be punished with amputation of his right hand from the joint of the wrist.
> (2) Wherever commits theft liable to Hadd for the second time shall be punished with amputation of his left foot up to the ankel[34]".

ترجمہ:(۱)جو کوئی پہلی بار چوری مستوجب حد کا مرتکب ہو گا، اسے دائیں ہاتھ کو کلائی کے جوڑ سے کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔

(۲)جو کوئی دوسری بار چوری مستوجب حد کا مرتکب ہو گا، اسے اس کے بائیں پاؤں کو ٹخنے تک کاٹ دینے کی سزا دی جائے گی۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری میں حد سرقہ میں کے اجراء کی جو مقدار بیان کی گئی ہے، جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں بھی یہی حکم مذکورہ، البتہ تیسری دفعہ چوری کرنے کی صورت میں فتاویٰ عالمگیری میں عمر قید کی بجائے یہ کہا گیا ہے کہ سارق کو اس وقت تک قید کیا جائے گا کہ جب تک وہ توبہ نہ کرلیں، جبکہ جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں عمر قید کی سزا کا ذکر ہے۔

معذور شخص پر اجراء حد کا حکم

اگر کسی پر چوری ثابت ہو گئی لیکن اس کا بایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں بیکار ہے یا کٹا ہوا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر بایاں ہاتھ جزوی بیکار ہو مثلاً ایک دو انگلیاں بیکار یا کٹی ہوئی ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ البتہ دایاں ہاتھ مکمل یا جزوی طور پر بیکار ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اسی طرح دایاں پاؤں جزوی بیکار یا کٹا ہوا ہو کہ وہ اس پر کھڑا ہو سکتا ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر دو ہتھیلیاں ہوں تو اصلی کی پہچان اگر ممکن ہو تو صرف وہ کاٹی جائے گی ورنہ دونوں کاٹی جائے گی[35]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۱ میں حد سرقہ ساقط ہونے کی وجوہات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا:

> "When the left hand or the left thumb or at least two fingers of the left hand or the right foot of the offender are either missing or entirely unserviceable[36]".

ترجمہ: چور کا بایاں ہاتھ یا انگوٹھا ناکارہ یا بیکار ہو یا بائیں ہاتھ کی کم از کم دو انگلیاں کٹی ہوئی ہو یا دایاں پاؤں نہ ہو یا ناکارہ ہو۔

تقابل

جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں کہا گیا کہ معذور (ہاتھ کٹے) شخص کا ہاتھ حد سرقہ میں نہ کاٹا جائے گا۔ فتاویٰ عالمگیری میں بھی یہی حکم مذکور ہے، لہٰذا اس مقام پر شرعی اور وضعی قوانین میں یکسانیت ہے۔

موسم یا مرض کی صورت میں اجراء حد کا حکم

اگر گرمی یا سردی کی شدت سے یہ اندیشہ ہو کہ ہاتھ کاٹنے سے چور کی جان چلی جائے گی تو چور کو قید کیا جائے گا اور جب موسم معتدل ہو تو پھر حد جاری کر دی جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حد سرقہ میں جان کا تلف کرنا مقصود نہیں۔ اگر گرمی یا سردی کی وجہ سے قطع موئخر کرکے چور کو قید کیا گیا اور وہ دوران قید مر گیا تو مال مسروقہ کی قیمت اس کے ترکے سے مسروق منہ کو ادا کی جائے[37]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۹ میں مذکورہ بالا حکم کے متعلق میں کہا گیا:

> "If, at the time of the execution of the Hadd, the authorized medical officer is of he opinion that the amputation of hand or foot my cause the death of the convict, the execution of Hadd shall be postponed until such time as the apprehension of he ceases[38]".

ترجمہ: اگر حد پر عملدرآمد کرتے وقت مجاز میڈیکل آفیسر کی رائے یہ ہو کہ ہاتھ یا پاؤں کاٹنے سے مجرم کی موت واقع ہو سکتی ہے تو حد پر عملدرآمد اس وقت تک ملتوی کیا جائے گا کہ جب تک موت کا خطرہ ٹل نہیں جاتا۔

تقابل

موسم سخت گرم یا سخت سرد ہو یا کوئی شخص مریض ہو، تو اس وقت حد سرقہ کا اجراء موسم ٹھیک ہونے کا مرض میں افاقہ کے وقت تک انتظار کیا جائے گا اور یہی حکم فتاوی عالمگیری اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں مذکور ہے۔

مال مسروقہ کی واپسی پر اجراء کا حکم

اگر چور نے چوری کی اور خصومت سے پہلے مالک کو واپس لوٹا دیا تو قطع کا حکم ساقط ہو جائے گا، لیکن اگر فیصلہ کے بعد واپس کر دیا تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اگر خصومت کے بعد فیصلہ سے پہلے مال مسروقہ واپس کر دیا تو استحساناً ہاتھ کاٹا دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ہزار درہم چوری کرنے والے چور سے ایسے شخص نے وہ ہزار درہم غصب کئے جس کے مسروق منہ پر ہزار درہم تھے تو چور سے قطع کا حکم ساقط ہو گا۔ اسی طرح اگر چور نے مسروقہ منہ کے عیال میں کسی کو مال مسروقہ لوٹا دیا تو قطع کا حکم ساقط ہو گا[39]۔

جرائم بخلاف مال آرڈیننس دفعہ ۱۰ میں حد سرقہ کے اسقاط کی صورتوں میں بیان کیا گیا:

> “when he offender, before his apprehension, has an account of repentance, returned the stolen property to the victim[40]”.

ترجمہ: جب مجرم نے گرفتاری سے پہلے، پچھتانے کی بناء پر، مال مسروقہ مظلوم کو واپس کر دیا ہو۔

تقابل

فتاویٰ عالمگیری میں گرفتاری سے پہلے مال مسروقہ واپس کرنے کی صورت میں حد کے اسقاط کا ذکر ہے اور جرائم بخلاف مال آرڈیننس میں بھی بتایا گیا ہے، لہٰذا اس مقام پر شرعی اور وضعی قوانین میں مکمل یکسانیت ہے۔

نتائج

اس تحقیقی مقالہ میں فتاویٰ عالمگیری کی کتاب السرقہ اور پاکستان میں رائج جرائم بخلاف مال آرڈیننس (۱۹۷۹ء) کا تقابل پیش کیا گیا، جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ دونوں میں حد السرقۃ سے متعلق قوانین مکمل طور پر یکساں ہے، البتہ کہیں کہیں فتاویٰ عالمگیری میں وضاحت زیادہ ہے، لہٰذا پاکستان میں رائج قوانین کو یکسر غیر اسلامی کہنا غلط اور خلاف واقع ہے۔ یہ بات بھی معلوم و مسلم ہے کہ ان قوانین کو حقیقی معنوں میں نافذ نہیں کیا جاتا، اگر ایسا ممکن ہو سکا تو مال کے خلاف جرائم کا راستہ بند ہو جائے گا۔

حواشی وحوالہ جات

(1) کتب فقہ، اصول فقہ اور اردو فتاویٰ کا تعارف، مولانا محمد نعمان، ص۲۶۶، مکتبۃ المتین، کراچی، ۱۴۳۷ھ

(2) تاریخ نفاذ حدود، ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ۳۰۳تا ۳۳۰، فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۹۸ء

(3) فتاویٰ عالمگیری، مولانا نظام الدین برہان پوری مع لجنۃ علماء، ۲:۱۷۰، دار الفکر، بیروت، ۱۳۱۰ھ

(4) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:5

(5) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۰

(6) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:6

(7) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۱

(8) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:8

(9) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۱

(10) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:7(a)(b)

(11) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۱

(12) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:11

(13) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۳

(14) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:7 (b)

(15) المبسوط، ۹:۶۶

(16) Offenceagainst Property(Enforcement of Hadd) OrdinanceNo.6 , 979,Sec:7 (b)

(17) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۵

(18) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:10(d)

(19) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۶

(20) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:10(d)

(21) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۸

(22) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:5

(23) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۸

(24) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:2(d)

(25) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۷۸

(26) Offence against Property(Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:2(d)

(27) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۱

(28) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:10(i)(ii)(iii)

(29) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۱

(30) Offence against Property (Enforcement of Hadd,Sec:10(i) Ordinance No.6 ,1979)

(31) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۲

(32) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:10(C)

(33) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۲

(34) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:9(1)(2)

(35) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۲

(36) Offence against Property (Enforcement of Hadd Ordinance No.6 , 979,Sec:11(d)

(37) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۳

(38) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:9(7)

(39) فتاویٰ عالمگیری، ۲:۱۸۴

(40) Offence against Property (Enforcement of Hadd) Ordinance No.6 , 979,Sec:9(7)